احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

منگل
۲۱- فروری ۱۹۹۵ء

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۵-۸۰ نمبر ۴۳ | منگل- ۲۰ رمضان - ۱۴۱۵ھ ' ۲۱- تبلیغ ۱۳۷۴ ھش ۲۱- فروری ۱۹۹۵ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر ایک عمل کا مدار نیت پر ہے

جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینہ (رمضان) میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا تعالیٰ اسے محروم نہیں رکھتا۔ اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہ رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہوتی ہے کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیت پر ہے۔ (صاحب ایمان) کو چاہئے کہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کرے جو شخص روزے سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزے رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جُو نہ ہو خدا تعالیٰ اسے ہرگز ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہوتا ہے کہ گویا اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ یعنی توبہ سے پہلے کے گناہ اس کے معاف ہو جاتے ہیں۔ اس وقت سے پہلے جو کچھ بھی اس کے حالات تھے اور جو بیجا حرکات اور بے اعتدالیاں اس کے چال چلن میں پائی جاتی تھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو معاف کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک عہد صلح باندھا جاتا ہے اور نیا حساب شروع ہوتا ہے۔ پس اگر اس نے خدا تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کی ہے تو اسے چاہئے کہ اب اپنے گناہوں کا نیا حساب نہ ڈالے اور پھر اپنے آپ کو گناہ کی ناپاکی سے آلودہ نہ کرے بلکہ ہمیشہ استغفار اور دعاؤں کے ساتھ اپنی طہارت اور صفائی کی طرف متوجہ رہے اور خدا تعالیٰ کو راضی اور خوش کرنے کی فکر میں لگا رہے اور اپنی اس زندگی کے حالات پر نادم اور شرمسار رہے جو توبہ کے زمانہ سے پہلے گذری ہے۔

انسان کی عمر کے کئی حصے ہوتے ہیں اور ہر ایک حصہ میں کئی قسم کے گناہ ہوتے ہیں مثلاً ایک حصہ جوانی کا ہوتا ہے جس میں اس کے حسب حال جذبات کسل و غفلت ہوتی ہے۔ پھر دوسری عمر کا ایک حصہ ہوتا ہے جس میں دغا' فریب' ریاکاری اور مختلف قسم کے گناہ ہوتے ہیں۔ غرض عمر کا ہر ایک حصہ اپنی طرز کے گناہ رکھتا ہے۔

پس یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے

(ملفوظات جلد سوم ص ۴۳۲-۴۳۳)

سانحہ ارتحال

○ سید برھان احمد ناصر کی والدہ محترمہ ثریا شاہد صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر سید سلطان محمود شاہد صاحب چند روز علیل رہ کر مورخہ ۹۵-۲-۱۵ کی صبح ۴ بجے شیخ زید ہسپتال لاہور میں وفات پا گئیں۔ ان کی عمر باسٹھ سال تھی۔ وہ مکرم میاں ولایت محمد صاحب آف موچی گیٹ لاہور کی صاحبزادی تھیں۔ ان کا جنازہ اسی روز بعد عصر مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب نے بیت مبارک میں پڑھایا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ تدفین کے بعد محترم مولانا سید احمد علی شاہ صاحب نے دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کے درجات بلند فرمائے۔

ولادت

○ مکرم قمر احمد عامر صاحب مربی سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مورخہ ۱۲- فروری ۹۵ء کو دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ جسے والدین نے حضرت صاحب کی بابرکت تحریک وقف نو میں شامل کر رکھا ہے۔ حضرت صاحب نے ازراہ شفقت بچے کا نام مبشر احمد عطا فرمایا ہے۔ نومولود محترم صوبیدار میجر چوہدری عبدالحمید صاحب سیکرٹری تحریک جدید دارالیمن شرقی کا پوتا اور مکرم ملک محمد اعظم صاحب منتظم اشاعت مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ کا نواسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ بچے کو نیک خادم دین بنائے

○ مکرم محمد منشاء صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بیٹی سے نوازا ہے۔ نومولودہ کا نام "ماورئ عطیہ" تجویز ہوا ہے۔ بچی مکرم حکیم عبدالواحد صاحب دارالعلوم شرقی ربوہ کی پوتی اور مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب ربوہ کی نواسی ہے۔ اللہ تعالیٰ بچی کو نیک و خادمہ دین بنائے۔

درخواست دعا

○ مکرمہ امتہ المجید صاحبہ بنت حضرت صوفی غلام محمد صاحب ربوہ اپنے شوہر مکرم چوہدری مقبول احمد کاہلوں آف چک پھور زد سانگلہ ہل کی وفات پر ان کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہوئے ان تمام احباب و خواتین کا شکریہ ادا کرتی ہیں جنہوں نے اندرون اور بیرون پاکستان سے کمال محبت و اخوت کا اظہار کرتے ہوئے تعزیت کا اظہار فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ایسے سب احباب کو جزائے خیر دے۔

تقویٰ کی جان عبادت میں ہے پس عبادتوں کو قائم کریں

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

تقویٰ کی جان عبادتوں میں ہے۔ وہ قوم جو عبادت سے خالی ہو جائے وہ تقویٰ سے خالی ہو جایا کرتی ہے۔ قرآن کریم نے نماز کے متعلق فرمایا ہے کہ (نماز فحشا منکرات اور بغاوت سے روکتی ہے) وہ تمام چیزیں جن میں ملوث ہونے کے نتیجہ میں اللہ کی رضا ہاتھ سے جاتی ہے وہ بیان فرمادی اور فرمایا نماز ان کی حفاظت کرتی ہے۔ پس تقویٰ کی اپنی جان عبادت میں ہے۔ اسی لئے عبادت کے اوپر میں غیر معمولی زور دینے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن لفظ "غیر معمولی" محض محاورہ ہے۔ عبادت پر غیر معمولی زور دیا ہی نہیں جا سکتا۔ ہر زور جو ہے وہ دے دیں تب بھی وہ معمولی دکھائی دے گا کیونکہ عبادت میں تو سب کچھ ہے۔ اس کے سوا کچھ بھی باقی نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے اپنی بہت سی مجبوریاں پیش کیں اور ان مجبوریوں کے نتیجہ میں اس نے کہا میں گذر رہا ہوں۔ میرے کپڑے کئی دفعہ جانوروں کے پیشاب میں لت پت ہو جاتے ہیں۔ کئی دفعہ اور کئی پہلوؤں سے گندے ہو جاتے ہیں۔ مصروفیتیں ہیں۔ وغیرہ وغیرہ تو اتنی لمبی تقریر کے بعد پوچھا یہ کہ کیا ان حالتوں میں مجھے نماز سے رخصت مل

باقی صفحہ ۲ پر

جس گھر میں ہمیشہ دعا ہوتی ہے خدا تعالیٰ اسے برباد نہیں کرتا

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ	پبلشر : آغا سیف اللہ- پرنٹر : قاضی منیر احمد مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقامِ اشاعت : دارالنصر غربی - زبوہ	**قیمت** دو روپیہ

۲۱- تبلیغ ۱۳۷۴ ہش ۲۱- فروری ۱۹۹۵ء

تحفہ --- اور --- شکریہ

محبت ایک دوسرے کی طرف کشش کا نام ہے- جب کسی سے محبت ہوتی ہے تو جی چاہتا ہے کہ اس کے پاس رہا جائے- دُور ہے تو اس سے ملا جائے اور اس سے باتیں کی جائیں اور دل میں یہ جذبہ جتنا بڑھتا ہے اتنا ہی محبت کو بڑھاوا ملتا ہے- اور جب دو دوست آپس میں مل بیٹھتے ہیں اور اپنا دکھ سکھ ایک دوسرے کو سناتے ہیں تو محبت کی راہ پر چل نکلتے ہیں اور محبت بڑھتی رہتی ہے اور یہی معاشرے کا حسن ہے- اگر ہم معاشرے کو بہتر دیکھنا چاہتے ہیں تو معاشرے میں کوئی لوگ بھی ایسے نہیں ہونے چاہئیں جن کا آپس میں جھگڑا ہو جو آپس میں میل ملاقات کو اچھا نہ سمجھتے ہوں- جو ایک دوسرے کے خلاف ہوں اور ایسی باتیں کریں جن سے ان کو تکلیف پہنچتی ہو-

اگر معاشرے کا ہر فرد ایک دوسرے سے محبت کرے گا تو یقیناً یہ معاشرہ جنت نظیر ہو گا- اس معاشرے میں ہر شخص خوش ہو گا- اور ہر شخص اپنے دل میں ایک سکون کی کیفیت محسوس کرے گا- اور یہی وہ کیفیت ہے جس سے ہر انسان اپنا اپنا کام بہتر طریق پر کر سکتا ہے- معاشرے میں محبت بڑھانے کے یوں تو کئی طریق ہیں جیسے ہم نے کہا ہے کہ دوست آپس میں مل بیٹھیں اور ایک دوسرے کا دکھ بانٹیں اور سکھ میں مزا لیں لیکن وہ طریق جو سب سے زیادہ کارگر ہے وہ ایک دوسرے کو تحفے دینے کا ہے- عام طور پر تحفہ دوست ہی کو دیا جاتا ہے یا کسی رشتہ دار کو لیکن اگر کہیں عداوت اور رنجش ہو اور وہاں عداوت اور رنجش کے خیال کو چھوڑ کر تحفہ پیش کر دیا جائے تو اس سے بڑھ کر محبت پیدا کرنے والی بات کوئی نہیں ہو سکتی- حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں کہ "ایک دوسرے کو تحفے پیش کرو- محبت بڑھے گی اور عداوتیں اور رنجشیں دور ہوں گی- تو یہ بھی ایک بہت اچھا طریق ہے کہ تحائف کو رواج دیا جائے- لیکن جب تحائف دئے جائیں تو پھر آگے سے کیا سلوک ہونا چاہئے یہ تو نہیں کہ چپ کر کے تحفے وصول کرتے رہو اور سمجھو کہ بس ٹھیک ہو گیا- بس (اللہ جزا دے)"

گویا کہ جہاں ایک طرف سے تحفہ دیا جاتا ہے اور محبت کے بڑھانے کا ایک موقعہ پیدا کیا جاتا ہے وہاں دوسری طرف سے بھی تحفہ کے ملنے کے وقت ایک طریق کار محبت ہی کو بڑھانے والا ہونا چاہئے- اور وہ ہے شکریہ کا اظہار- آپ کو چاہے کچھ ہی دیا گیا ہو- کوئی بڑی چیز ہو یا چھوٹی- آخر دی تو محبت کی وجہ سے گئی ہے نا- اور دینے کا مقصد بھی یہ ہے کہ محبت کو بڑھایا جائے تو پھر کیا یہ بات شکریہ کے لائق نہیں- ہے اور یقیناً ہے- پس جب بھی کوئی تحفہ ملے آپ کا فرض ہے کہ آپ اس کا شکریہ ادا کریں- یہ شکریہ ادا کرنا بھی ایک طرح کا تحفہ ہی دینے والی بات ہے- اگرچہ یہ بات بھی ضروری ہے کہ تحفے صرف ایک ہی طرف سے دوسری طرف نہیں جانے چاہئیں دونوں طرف سے تحفے دیئے جانے ضروری ہیں- لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر شخص ایک جیسا تحفہ دے سکے- کوئی زیادہ بہتر تحفہ دیتا ہے کوئی کم تر- لیکن تحفہ کی حیثیت بہتر یا کم تر ہونے کی وجہ سے متعین نہیں ہوتی- محض تحفہ جو خلوص دل سے دیا جائے- جو محبت بڑھانے کے لئے دیا جائے وہی تحفہ ہے- اور وہ شکریہ کا مستحق بنا دیتا ہے-

---

نہ ڈر ہے تیرہ شبی کا نہ شوقِ نورِ سحر
نہ مجھ کو اِسکی خبر ہے نہ مجھ کو اُسکی خبر
مِری دعا کا سراپا ہے ایک تیرا وجود
ہے تُو ہی میری دُعا اور تُو ہی اس کا اثر

ابوالاقبال

عاجزانہ التجاء

حُسن کی جان اے مہِ کامل　　تیرا جلوہ ہے عشق کا حامل
تیری کرنوں میں حسنِ نور افشاں　　روشنی میں تری سکونِ دل
تیرے جلوہ میں جذب مقناطیس　　تیرا چہرہ ہے نُور کی منزل
ہٹ نہیں سکتی تیرے چہرہ سے　　جو نظر تجھ سے ہو گئی واصل
تیرے دَم سے فضائیں نُورانی　　تجھ سے روشن زمین کی محفل
ظلمتیں تُو نے سب مٹا ڈالیں　　تجھ پہ قربان اے مہِ کامل
تُو نے پائی کہاں سے یہ صورت　　تُو نے کی کس سے یہ ضیاء حاصل
جیسے آنکھوں میں کُھب گیا ہے تُو　　ایسے ہی میرے دل میں ہو داخل
میرے سینہ کو نُور سے دھو دے　　بیٹھ اس میں اِسے بنا محمل
تیری صحبت سے فیضیاب ہو یہ　　ہو ترا جلوہ گہ میرا دِل
تُو نہیں ہے تو مردہ ہیں ارماں　　آ- کہ سُونی پڑی ہے یہ محفل
تیرا ماخذ تو ہے سراجِ منیر　　مجھ کو بھی تُو بنا دے اِس قابل
تنِ خاکی مِرا منوّر ہو　　نُورِ عرفاں سے پُر ہو میرا دل
قلبِ گوہر میں بھر دے اپنا نُور
کیا ترے واسطے ہے یہ مشکل

ذوالفقار علی خان گوہر

فضلِ عمر ہسپتال کے اعلانات

۱- امداد مریضاں "فضل عمر ہسپتال سے غریب اور نادار مریض اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ طبی سہولتوں سے بکثرت استفادہ کر رہے ہیں ان مریضوں کو مفت ادویات کے علاوہ لیبارٹری 'ایکسرے اور ای سی جی کی سہولیات کے ساتھ اپریشنز کی سہولت بھی مہیا کی جاتی ہے ان پر اٹھنے والے کثیر اخراجات کو صدر انجمن کے علاوہ احباب جماعت کے عطیات سے پورا کیا جاتا ہے-"

۲- توسیع و ڈویلپمنٹ "ہسپتال ہذا میں توسیع اور ڈویلپمنٹ کے بہت سے کام جاری ہیں اب نئے شعبہ ریڈیالوجی کی تعمیر شروع ہے عمارت کی تکمیل 'مشینری اور آلات کے لئے کثیر اخراجات ہوں گے اخراجات کو صدر انجمن احمدیہ کے علاوہ احباب جماعت کے عطیات سے پورا کیا جاتا ہے-"

لہٰذا مخیر حضرات کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس کار خیر میں حصہ لے کر محدود وسائل والے مریضوں کی مدد کر کے نیز توسیع اور ڈویلپمنٹ کے لئے امانت ڈویلپمنٹ میں عطیات بھجوا کر اللہ کی رضا حاصل کریں-

ایڈ منسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ

بقیہ صفحہ ۱

سکتی ہے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نماز نہیں تو پھر رہا کیا- کچھ بھی نہیں جب عبادت ہی نہیں تو پھر دین کیسا- پس عبادت تو کسی صورت میں ٹل نہیں سکتی- عبادت کو اچھا کرنے کے لئے آپ کو اچھا بننا پڑتا ہے لیکن اگر اچھا نہ بھی بن سکیں تب بھی عبادت لازم ہے- وہ تو کسی حالت میں نہیں ٹلے گی- پس عبادتوں کو قائم کریں-

(از خطبہ ۲- اپریل ۹۳)

۲۹- رمضان المبارک کی دعائیہ فہرست معین فارم پر بھجوائی جائے

○ عہدیداران جماعت سے درخواست ہے کہ وہ ۲۹- رمضان المبارک کی دعائیہ فہرست کی تیاری ابھی سے شروع کر دیں- دفتر ہذا کی طرف سے اس غرض کے لئے مطبوعہ فارم بھجوائے جا رہے ہیں- مہربانی فرما کر انہی مطبوعہ فارم پر مطلوبہ معلومات بھجوائیں- تاکہ حضرت صاحب کی خدمت میں صاف ستھرا ریکارڈ پیش کیا جا سکے- ناموں کے ساتھ رقم کا لکھنا ضروری ہے- بغیر رقم کے نام بھجوانا درست نہیں-

(وکیل المال اول تحریک جدید)

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فارسی منظوم کلام

دِل نیارامد بجُز گفتارِ یار!
گرچہ پیش دید ہا باشد نگار

دل کو محبوب کے کلام کے سوا آرام نہیں ملتا- خواہ محبوب آنکھوں کے سامنے ہی ہو

پس چو خود دلبر بود اندر حجاب
کےَ تواں کردن صبوری از خطاب

لیکن جب محبوب خود ہی پردے میں ہو- تو کلام کے بغیر صبر کس طرح آسکتا ہے

لیک آں داند کہ اُو دلدادہ است
در طریقِ عاشقی اُفتادہ است

مگران باتوں کو صرف وہ عاشق ہی جانتا ہے جو راہ محبت کا واقف ہے

حُسن را با عاشقاں باشد سرے
بے نظرور کےَ بود خوش منظرے

حسن کا عاشقوں کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور کوئی حسین بغیر قدر دان کے نہیں ہوتا

عاشق آں باشد کہ اُو گُم از خودست
در طریقِ عشق خودبینی بدست

عاشق وہ ہوتا ہے جو اپنے آپ کو بھول جائے- طریق عشق میں اپنے آپ کو کچھ سمجھنا بُرا ہے

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ان اشعار میں اس بات کی طرف متوجہ فرماتے ہیں کہ ہر شخص اپنے محبوب سے کلام کرنا چاہتا ہے- وہ سامنے بھی بیٹھا ہو تو اس وقت تک تسکین نہیں ہوتی جب تک دونوں آپس میں ایک دوسرے سے کلام نہ کریں- یہ ایسی بات ہے جو صرف وہ لوگ جانتے ہیں جو خود کسی کی محبت میں گرفتار ہوں- جب تک ان کی آپس میں بات چیت نہ ہو ان کے دل کو تسلی نہیں ہوتی- یہ بھی فرماتے ہیں کوئی حسین ایسا نہیں جس کے قدر دان نہ ہوں جس کے چاہنے والے نہ ہوں- اس لئے چاہنے والے کو اور جس کو چاہا جاتا ہے دونوں کو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آپس میں گفتگو نہایت ضروری ہے-

فرماتے ہیں کہ کلام کے بغیر تو صبر ہی نہیں آتا- گویا کہ اگر انسان کو خدا تعالیٰ سے محبت ہے تو وہ ضرور چاہے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے بات کرے- چنانچہ خدا خود فرماتا ہے- کہ جب میرے متعلق میرے بندے پوچھیں تو ان سے کہو کہ میں قریب ہوں- اور وہ میری بات کا جواب دیں- یعنی وہ جواب دیں گے تو میں بھی جواب دوں گا- وہ مجھے بلاتے ہیں- مجھ سے دعائیں کرتے ہیں- میرے ساتھ باتیں کرنے کو پسند کرتے ہیں- تو یقیناً انہیں اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ میں بھی ان کے قریب ہوں- میں بھی ان کی باتوں کو سنتا بھی ہوں اور ان کی باتوں کا جواب بھی دیتا ہوں-

جب تک محبوب اور محبت کرنے والے کی آپس میں گفتگو نہ ہو محبت پنپ ہی نہیں سکتی- یکطرفہ محبت بالکل الگ چیز ہے- لیکن خدا تعالیٰ کے ساتھ یکطرفہ محبت ہونے کا کوئی مطلب نہیں- اصل محبت وہی ہے جو دونوں طرف سے ہو- انسان خدا سے محبت کرے اور خدا انسان سے محبت کرے-

اسی لئے ہمیں بتایا گیا ہے کہ اگر انسان چل کر خدا کی طرف جائے تو وہ دوڑ کر اس کی طرف آتا ہے- یعنی انسان سے زیادہ خدا تعالیٰ محبت کرتا ہے- آخر ہم اس کی مخلوق ہیں- اس نے ہمیں پیدا کیا ہے- وہ ہمارا خیال رکھتا ہے- ہماری ضروریات پوری کرتا ہے- اور ہم سے محبت کرتا ہے- پس ہماری اور اس کی محبت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہم اس سے باتیں کریں اور وہ ہم سے باتیں کرے- یہی محبت کی معراج ہے- اور ہر محبت کرنے والا محبت کی معراج تک پہنچنا اپنے لئے لازمی سمجھتا ہے- اس کے بغیر اسے چین نہیں آتا-

اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم اس سے بات کر سکیں اور وہ ہم سے بات کر سکے-

---

دعا کے لوازم میں سے یہ ہے کہ دل پگھل جاوے اور روح پانی کی طرح حضرت احدیت کے آستانہ پر گرے-

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی

تلقینِ عمل

سال دو قسم کے ہوتے ہیں- ایک تو وہ سال ہوتا ہے جو کسی جماعت کی ابتداء یا کسی کام کے جاری ہونے کے وقت سے بارہ مہینے گزرنے کے بعد شروع ہوتا ہے- اور ایک وہ سال ہوتا ہے جو شمسی یا قمری سالوں کے اصول پر شروع ہوتا ہے- قمری سال تو بدلتا رہتا ہے لیکن شمسی سال ہمیشہ یکم جنوری کو شروع ہوتا ہے- آج جب مجھ سے خواہش کی گئی کہ میں خدام الاحمدیہ کو سال رواں کے متعلق بعض ہدایات دوں- تو میں نے یہ بات مان تو لی- لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہ آئی کہ یہ کون سا سال رواں ہے- جس کے متعلق مجھ سے بعض نصائح اور ہدایات حاصل کرنے کی خواہش کی گئی ہے- اس پر مجھے بتایا گیا- کہ مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام چونکہ ۴- فروری کو ہوا تھا- اس لئے اس مہینہ سے مجلس خدام الاحمدیہ کے نئے سال کی ابتداء ہوتی ہے- ورنہ شمسی یا قمری اصول کے مطابق یہ کوئی نیا سال شروع نہیں ہوا-

نصیحت ہمیشہ اس شخص کے لئے مفید اور کار آمد ہوتی ہے جو اسے قبول کرتا اور اس پر عمل کرتا ہے- باقی لوگوں کے لئے اس کا عدم اور وجود برابر ہوتا ہے- چند ماہ ہوئے- خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع ہوا تھا- اور اس موقعہ پر میں نے جماعت کے نوجوانوں کو بہت سی مفید باتوں کی طرف توجہ دلائی تھی- چونکہ میرے پاس امتحان کا کوئی ذریعہ موجود نہیں- اس لئے میں نہیں جانتا کہ میری نصائح کا کیا اثر ہوا- اور عمل میں کیا تبدیلی پیدا ہوئی- اور جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ پہلی نصائح کا کیا اثر ہوا- اور ان کے نتیجہ میں اعمال میں کیا تبدیلی پیدا ہوئی اس وقت مزید نصائح کی طرف انسان کی توجہ کم ہوتی ہے- اور مزید نصائح چند مفید بھی نہیں ہوتیں بلکہ بسا اوقات نصائح کی زیادتی قوم کی سستی اور غفلت کا موجب ہو جاتی ہے- کیونکہ جو چیز بار بار سامنے آتی ہے جہاں وہ بار بار بیداری پیدا کرنے کا موجب ہوتی ہے وہاں بعض دفعہ وہ اپنی کثرت کی وجہ سے غفلت کا موجب بھی ہوئی ہے- کیونکہ میں اس حقیقت سے ناواقف ہوں کہ میری پہلی نصائح نے کیا اثر کیا تھا-

بہرحال نتیجہ کا پیدا نہ ہونا جہاں ایک صحیح رائے قائم کرنے سے انسان کو محروم کر دیتا ہے- وہاں اس بات کا کافی موجب نہیں ہوتا کہ نصائح کے سلسلہ کو ترک کر دیا جائے- اس میں نئے سال کے لئے جماعت کے نوجوانوں کو اختصار کے ساتھ چند امور کی طرف توجہ دلا دیتا ہوں-

جو نصائح کی جا سکتی ہیں- وہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں ہوں گی اور پھر وہ مختلف حالات میں بدلتی بھی رہتی ہیں- مگر اس زمانہ میں سب سے بڑی ضرورت سچائی کی ہے- انبیاء نے اس پر خاص زور دیا ہے- اور انسانی اخلاق کا یہ ایک بنیادی حصہ ہے- سچائی اور راستی پر کوئی ایسا وقت نہیں آیا- جب اس کی ضرورت نہ سمجھی گئی ہو بلکہ کفار کے نزدیک بھی یہ چیز بڑی قیمتی سمجھی جاتی تھی- اور شاید ہی کسی زمانہ میں اسے ترک کرنا جماعتی اور سیاسی طور پر تسلیم کیا گیا ہو- مگر اس زمانہ میں سیاسی اور قومی مفاد کے لئے جھوٹ کو جھوٹ سمجھا ہی نہیں جاتا- بلکہ اسے ایک نہایت ضروری چیز قرار دیا جاتا ہے اور یہ مرض اس قدر پھیل گیا ہے- کہ ہمارے ملک میں لوگ بڑے اطمینان کے ساتھ قسمیں کھا کھا کر جھوٹ بولتے ہیں- اور ساتھ ہی اس بات پر ناراض بھی ہوتے ہیں کہ ہمارے اس جھوٹ کو سچ تسلیم کیوں نہیں کیا جاتا- عدالتوں میں پہلے یہ رواج تھا کہ گواہ کے ہاتھ میں قرآن کریم دے کر اس سے قسم لیتے تھے- اور اس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ قرآن کریم میں جو وعید نازل ہوئے ہیں انہیں مد نظر رکھتے ہوئے میں قسم کھاتا ہوں- اور اگر میری قسم جھوٹی ہو تو مذکورہ وعید اور سزائیں مجھے ملیں- لیکن ان گواہوں میں سے کئی ایسے ہوتے تھے- جو قسم کھا کر بھی جھوٹ بولتے تھے- مرزا سلطان احمد صاحب (-) جو ہمارے بڑے بھائی تھے- اور ای- اے- سی تھے وہ اپنا تجربہ سنایا کرتے تھے کہ جتنا کوئی قرآن کریم ہاتھ میں لے کر جوش سے گواہی دیتا تھا میرے تجربہ میں اتنا ہی وہ جھوٹا ہوتا تھا- وہ ایک لطیفہ سنایا کرتے تھے- کہ ایک شخص جو میرا اچھا واقف تھا- اس کا مقدمہ میرے سامنے پیش ہوا- وہ کہنے لگا- مجھے کوئی اور تاریخ دی جائے کیونکہ جو گواہ میں نے پیش کرنے تھے وہ فلاں فلاں وجہ سے حاضر نہیں ہو سکتے- میں نے ہنس کر کہا- میں تو تمہیں عقلمند اور ہوشیار آدمی خیال کرتا تھا- لیکن اب میری طبیعت پر یہ اثر ہوا ہے کہ تم بیوقوف ہو- وہ کہنے لگا- کیوں؟ میں نے کہا گواہوں کے لئے جگہ اور وقت کی کیا ضرورت ہے- اگر تمہاری جیب میں کچھ ہے تو روپیہ اٹھنی دے کر بعض آدمی گواہی کے لئے لے آؤ- چنانچہ وہ باہر چلا گیا- اور عملی طور پر تھوڑی دیر میں ہی کچھ گواہ لے آیا- گواہی لیتے ہوئے میں ہنستا بھی جاؤں اور مذاق بھی

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فضل اللہ طارق - مربی سلسلہ

ایک سفر

انسان زندگی میں سفر تو کرتا ہی رہتا ہے۔ لیکن بعض سفر خاص مقصد کے لئے' خاص جذبے کے تحت اور دلی محبتوں کے ساتھ کئے جاتے ہیں۔ ایک ایسے ہی خاص سفر کی پچھلے دنوں خدا تعالیٰ نے ہمت و توفیق عطا فرمائی۔ یہ سفر بھیرہ کی طرف تھا۔ بھیرہ سے محبت کی وجہ احباب جماعت پر خوب ظاہر و باہر ہے۔

دوالمیال سے کلر کہار اور کلر کہار سے موٹر وے کے ساتھ ساتھ دریائے جہلم تک کار پر سفر کیا۔ اور کشتی کے ذریعہ دریا پار کر کے ٹانگے کی سواری کا لطف اٹھاتے ہوئے بھیرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس سفر کے آغاز سے ہی دل میں نئے نئے جذبات موجزن تھے۔ لیکن جیسے جیسے ٹانگہ بھیرہ کی طرف بڑھ رہا تھا دل کی حالت بدلتی جا رہی تھی۔ اور دل و دماغ پر ایک ہی جوش ایک ہی جذبہ' ایک ہی خواہش اور ایک ہی دعا قبضہ جمائے جا رہی تھی کہ کاش ہم میں سے ہر کوئی نورِ دیں بن جائے لیکن یہ تو تبھی ممکن ہے جب ہر دل نور یقین سے پُر ہو جائے۔

خدا تعالیٰ مجھے بھی اور ہم سب کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی اس خواہش اور دعا کے مطابق بنا دے اور ہمارے حق میں بھی حضرت بانی سلسلہ کی یہ سنہری سند خوشنودی پوری ہو۔

بھیرہ میں داخل ہوئے تو دل کے جذبات ایک کرب میں منتقل ہو گئے کیوں کہ اہل بھیرہ نے اس عظیم شخص یعنی حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب کی قدر نہ کی۔

ٹانگے پر سواری کرتے ہوئے بازار سے گذرتے ہوئے بیت الفضل پہنچے اور وہاں پر برادرم وسیم احمد صاحب سروعہ مربی سلسلہ اور مکرم صدر جماعت بھیرہ ملک مبارک احمد صاحب سے ملاقات ہوئی۔ اور پھر آپ احباب کی ہمراہی میں منزل مقصود کی طرف روانہ ہوئے۔

بھیرہ ایک قدیم شہر ہے سکندر اعظم کی تاریخ (۳۲۷ ق۔م) میں اس شہر کا ذکر ملتا ہے۔ کئی دفعہ یہ شہر عروج و زوال کی کہانیوں کا نقطہ مرکزی بنا۔ مغلوں کے دور حکومت میں اس شہر کے گرد ایک فصیل اور آٹھ دروازے بنائے گئے۔ یہ فصیل اور دروازے تو مرور زمانہ کی نذر ہو گئے۔ اور بعد میں انہی قدیم آثاروں پر شائد پانچ دروازے دوبارہ تعمیر کئے گئے۔ "ملتانی گیٹ" جس پر تاریخ تعمیر ۱۸۶۵ء پیشانی پر کندہ ہے۔ اس دروازے سے ہوتے ہوئے ہم پاکستانی محلہ پہنچے جو پہلے محلہ معماراں کہلاتا تھا اور پھر کوچہ نورالدین کے نام سے بھی منسوب ہوا تھا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ اول کا مکان ہمارے سامنے تھا۔ مکرم ملک مبارک احمد صاحب نے تالا کھولتے ہوئے دروازے کے بالکل سامنے ایک تنور کی طرف اشارہ کیا تو یادوں نے سو اصدی کا فاصلہ لمحوں میں طے کیا۔

جب ۱۸۷۱ء میں اس بھیرہ شہر کے ایک نوجوان حضرت مولانا نورالدین دور دراز کے ممالک ہندو عرب سے طبی اور دینی علوم حاصل کرنے کے بعد بھیرہ واپس تشریف لائے۔ آپ کی واپسی کی خبر پر لوگوں نے بڑی دلچسپی لی۔ اور بڑی کثرت سے لوگ آپ کے استقبال کے لئے جمع ہو گئے۔ آپ کی آمد پر ایک عالم نے ایسی بات کہی جو آپ کے تن من کو جلا دینے کے مترادف تھی۔ چنانچہ آپ نے جو جواب دیا وہ اس عالم کی لگائی ہوئی آگ پر پانی کی تاثیر رکھتا تھا۔ آپ کے مخالفوں نے اپنی روش قدیمہ کو اپنایا اور آپ کے سوشل بائیکاٹ کے پروگرام بنائے۔ آپ کے قتل کے منصوبے تیار ہوئے۔ چنانچہ جب آپ کا سوشل بائیکاٹ کیا گیا تو مخالفوں نے آپ کے دروازے کے سامنے تنور والے نانبائی پر دباؤ ڈالا کہ وہ آپ کی روٹی پکانے سے انکار کر دے مگر اس نے مخالفوں کی ایک نہ مانی اور ڈٹا رہا۔ اس تعاون پر آپ نے اس کو تنور والی جگہ ہبہ کر دی جو آج بھی اس کی پشت کے قبضہ میں ہے۔ جب حضرت امام جماعت احمدیہ ثانی ۲۶۔ نومبر ۱۹۵۰ء کو بھیرہ تشریف لے گئے تو ایک روٹی اس تنور کی آپ کی خدمت میں پیش کی گئی جو آپ نے بڑی خوشی سے تناول فرمائی۔

اس نانبائی کے متعلق تشکرانہ جذبات کا اظہار کرتے ہوئے ہم دروازے میں داخل ہوئے۔ اور آٹھ نو چھوٹی چھوٹی سیڑھیاں چڑھ کر بیت النور کے صحن میں پہنچ گئے۔ یہ دراصل پہلے حضرت مولانا حکیم نورالدین کی رہائش گاہ تھی۔ جب ۱۹۰۹ء میں مخالفین نے آپ کے گھر سے متصل آبائی بیت الذکر پر قبضہ جما لیا تو آپ نے احباب جماعت کو نصیحت فرمائی کہ میرے گھر کو "بیت الذکر" بنا لیں۔ بیت النور کے اندر دائیں جانب سامنے کی طرف ایک چھوٹا سا کمرہ ہے۔ جو حضرت مولانا حکیم نورالدین کی ولادت کا کمرہ ہے۔ جس میں اب ایک دیئے رکھنے والا اسٹینڈ اور چھوٹی سی تپائی پڑی ہوئی ہے یہ چیزیں آپ کے استعمال میں رہی ہیں۔ فرش پر خوبصورت قالین بچھا ہوا ہے۔ جس کے متعلق مکرم ملک مبارک احمد صاحب نے بتایا کہ یہ تحفہ مکرم و محترم ملک میجر حبیب اللہ خان صاحب دوالمیال ضلع چکوال نے دیا تھا۔ اور جب ملک مبارک احمد صاحب کو میں نے یہ بتایا کہ اس سفر کا اہتمام کرنے والے معزز دوست مکرم ملک طارق منور صاحب مکرم میجر صاحب کے بھتیجے ہیں تو انہیں بہت خوشی ہوئی۔

چھوٹی سی بیت النور کا پر سکون ماحول اپنے سحر میں اسیر کرتا چلا جا رہا تھا۔ قدم اس خیال سے رکھتا تھا کہ شائد یہاں آقا کے قدم پڑے ہوں ہاتھ بھی اسی سوچ کے تحت تھے۔ اور دل اس در و دیوار اور جگہ کو مخاطب کرتے ہوئے یہ کہہ رہا تھا۔

تجھ سے کھیلی ہیں وہ محبوب ہوائیں جنمیں
اس کے ملبوس کی افسردہ مہک باقی ہے
تجھ پہ بھی برسا ہے اس بام سے مہتاب کا نور
جسمیں بیتی ہوئی راتوں کی کسک باقی ہے

بر سبیل تذکرہ حضرت مولانا حکیم نورالدین کا ایک شانِ استغناء اور توکل علی اللہ کا حیرت انگیز واقعہ بھی درج کرتا چلوں۔ کچھ عرصہ قبل پنڈ دادنخاں میں ایک سکول "راجہ غضنفر علی خاں علی ہائی سکول" دیکھنے کا موقع ملا۔ اس سکول کو حضرت امام جماعت احمدیہ اول کی وجہ سے جماعت احمدیہ کی تاریخ میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ مگر دکھ تو اس بات کا ہے کہ اس سکول میں پڑھنے والے اور پڑھانے والے ہزاروں افراد وہاں سے روزانہ گذرتے ہیں۔ لیکن تاریخ کے اس عظیم واقع سے کوئی سبق حاصل نہیں کرتے۔

"راجہ غضنفر علی خان ہائی سکول" پہلے ۱۸۵۵ء میں ورنیکلر مڈل سکول کے نام سے پنڈ دادنخان میں جاری ہوا۔ ۱۸۶۹ء میں اس سکول کی عمارت تعمیر ہوئی جو اب بھی موجود ہے۔ نومبر ۱۹۰۴ء میں یہ سکول ہائی سکول بنا دیا گیا۔ پاکستان بننے کے بعد اس سکول کا نام "ورنیکلر" سے بدل کر گورنمنٹ ہائی سکول رکھ دیا گیا۔ جونیجو دور حکومت میں جب وزیراعظم محمد خان جونیجو مرحوم نے پنڈ دادنخاں کا دورہ کیا تو پنڈ دادنخاں کی مشہور سیاسی شخصیت راجہ غضنفر علی خاں جو قائداعظم کے مسلم لیگی ساتھی تھے ان کی وجہ سے اس سکول کا نام "راجہ غضنفر علیخاں ہائی سکول" رکھ دیا گیا۔ لیکن گورنمنٹ کے کاغذات میں تاحال اس سکول کا نام گورنمنٹ ہائی سکول ہی ہے۔

۱۸۶۰ء کے قریب حضرت مولانا حکیم نورالدین اس سکول کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ اور چار سال تک آپ یہ فریضہ انجام دیتے رہے۔ ہیڈ ماسٹری سے آپ نے خود استعفیٰ دیا جو آپ کی شان استغناء اور توکل علی اللہ کا عظیم واقعہ ہے۔ اس واقعہ کی تفصیل آپ یوں بیان فرماتے ہیں۔

"میں پنڈ دادنخاں میں ہیڈ ماسٹر تھا وہاں انسپکٹر مدارس آ گئے میں اس وقت کھانا کھا رہا تھا میں نے ان کو کہا کہ آپ بھی آ جائیں۔ تو انہوں نے بجائے اس کے کہ میرے ساتھ کھانا کھاتے مجھے فرمایا کہ آپ نے مجھے پہچانا نہیں میں انسپکٹر مدارس ہوں اور میرا نام خدا بخش ہے۔ میں نے کہا آپ بہت ہی نیک آدمی ہیں مدرّسوں کے ہاں کھانا نہیں کھاتے تو بس پھر تو یہ بہت ہی بہتر ہے یہ کہہ کر میں بڑے مزے سے اپنی جگہ پر بیٹھا رہا۔ اور وہ بیچارا اپنا گھوڑا خود ہی پکڑے ہوئے اس بات کا انتظار کرتا رہا کہ شاید اب بھی یہ کسی لڑکے کو میرا گھوڑا پکڑنے کے لئے بھیج دے۔ جب میں نے کوئی لڑکا نہ بھیجا تو اس نے خود مجھ سے کہا کہ کسی لڑکے کو تو بھیج دیجئے جو میرا گھوڑا تھام لے۔ میں نے کہا کہ جناب آپ مدرسوں کے گھر کا کھانا تو کھاتے ہی نہیں کیونکہ آپ اس کو رشوت سمجھتے ہیں تو پھر ہم لڑکے کو گھوڑا پکڑنے کے لئے کیسے کہہ دیں کیونکہ وہ تو یہاں صرف پڑھنے ہی آتے ہیں گھوڑا تھامنے کے لئے تو نہیں آتے۔ پھر اگر کسی لڑکے کو گھوڑا تھامنے کے لئے کہہ دیا جائے تو آپ یہ بھی کہیں گے کہ اس کو کہیں باندھ بھی دو۔ اور گھاس بھی ڈالا جائے۔ تو پھر جب آپ مدرسوں کے کھانے کو رشوت سمجھتے ہیں تو ہم آپ کے گھوڑے کو گھاس کیسے دیں؟

اس کا گھوڑا بڑا شور کرتا تھا۔ اتنی دیر میں اس کے ملازم بھی آ گئے انہوں نے گھوڑے کو باندھا اور جلدی ہی روٹی تیار کر لی۔ اس نے کہا کہ میں امتحان لوں گا۔ میں لڑکوں کو امتحان دینے کے لئے تیار کر کے علیحدہ جا بیٹھا۔ وہ خود ہی امتحان لیتا رہا بعد میں مجھے کہنے لگا کہ میں نے سنا ہے آپ بڑے لائق ہیں اور بڑی لیاقت سے آپ نے نارمل وغیرہ پاس کر کے بہت عمدہ اسناد حاصل کی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاید اسی باعث سے آپ کو اس قدر ناز ہے۔ میں نے سن کر اس کو کہا کہ جناب ہم اس ایک بالشت کے کاغذ کو خدا نہیں سمجھتے اور ایک شخص کو کہا بھائی اس بُت کو ذرا نکال کر تو لاؤ۔ پھر اس کے سامنے ہی اسے منگوا کر پھاڑ ڈالا اور دکھلا دیا کہ ہم کسی چیز کو خدا کا شریک نہیں سمجھتے۔ (اس شخص کو میرے اس طرح پر اپنی اسناد کو پھاڑ ڈالنے سے رنج بھی ہوا جس کا اس نے نہایت تاسف سے اظہار کیا۔ اور کہنے لگا آپ کے اس نقصان کا باعث میں ہوا ہوں۔ نہ میں یہ بات کہتا اور نہ آپ کا نقصان ہوتا) لیکن حقیقت میں جب سے میں نے اس ڈپلوما کو پھاڑا تب ہی میرے پاس اس قدر روپیہ آیا ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ میں نے لاکھوں روپیہ کمایا ہے۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد چہارم ص ۲۸،۲۷)

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد اشرف کاہلوں

فکر کے لائق

کائنات کی رنگینیاں عجیب مناظر پیش کر رہی ہیں- اور ہر انسان کو دعوت غور و فکر دے رہی ہیں- بقول غالب- "صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کیلئے" اس حوالہ سے چند گزارشات پیش ہیں تاکہ ذہن امرِ ظاہری سے امرِ معنوی کی طرف جھانک کر حقیقت کو پا لے-

لیک دعوت واردست از کرد گار
باقبول و ناقبول او را چہ کار

ترجمہ- لیکن دعوت دینا اللہ تعالیٰ کی طرف سے وارد ہے- اس (شخص) کو (جو دعوت دے) مخلوق کے ماننے یا نہ ماننے سے سروکار نہیں ہونا چاہیئے-

۱- انسانی زندگی راز و نیاز کا سلسلہ رکھتی ہے- قوموں کی زندگی میں راز ہی نشیب و فراز کا سبب بنتے ہیں- ان کے اظہار کے اپنے خاص مواقع ہوتے ہیں- ان سے روگردانی پستی و زوال ہے- یہ راز دنیاوی اور روحانی ہر دو پہلو پر مشتمل ہوتے ہیں- ان کی حفاظت ان کے حسن کو دوچند بنا دیتی ہے- راز کا حسن یہ ہے کہ اسے خاص محل پر وقت کی مناسبت سے مامور افراد کے سامنے بیان کیا جائے- ہر کس و ناکس کے سامنے ان کا ظاہر کرنا چنداں سودمند نہیں- وہ افراد جو علم و حکمت کے گوہر آبدار رکھتے ہیں- ان کی بیش قیمتی کا علم جوہری رکھتے ہیں اور یا پھر ان کی قدر و منزلت اس وقت بڑھتی ہے- جب ان کی اصلیت سے دوسروں کو آگہی ہوتی ہے- جوہر شناس جانتا ہے کہ ان قیمتی موتیوں کی مانگ کہاں ہے؟ کہاں طلب پیدا کی جا سکتی ہے؟ دعوت فکر میں بھی رازدانوں کا علم ہونا چاہئے- اس لئے کہ

راز جز با راز داں انباز نیست
راز اندر گوشِ منکر راز نیست

ترجمہ- راز سوائے رازداں کے کسی اور کو بتانا مناسب نہیں- اس لئے کہ منکر کے کان میں راز کی بات راز نہیں ہوتی- (بلکہ ایک فضول بات ہے)

۲- دنیا کی ہر شئے ایک جبلت رکھتی ہے- یعنی وہ ہیئت جس سے اس عین ثابت کی استعداد کے مطابق خاص افعال کا صدور ہوتا ہے- عام الفاظ میں اسے مقتضائے فطرت کہتے ہیں کما قیل

نیش عقرب نہ از پے کین ست
مقتضائے طبیعتش این ست

ترجمہ- بچھو کا ڈنگ مارنا کینہ کی وجہ سے نہیں ہے- وہ بلکہ اپنی فطرت کے تقاضہ سے ایسا کرتا ہے-

عام طور پر مشہور ہے کہ چاندنی رات میں کتے زیادہ شور مچاتے ہیں-

مہ نورے فشاند و سگ بانگ مے زند

ترجمہ- چاند نور بکھیرنا شروع کرتا ہے اور کتا بھونکنا شروع کرتا ہے- یا بھونکتا ہے-

اس شور و غوغا میں چاند اپنے حسن اور خوبصورتی سے عالم کو مسحور کر رہا ہوتا ہے- آواز سگاں ماہ کامل کی رفتار میں کمی نہیں کر سکتی- چاند سے نور افشانی کا صدور ہونا لازمۂ فطرت ہے- معنوی رنگ میں افقِ عرفان کا بدر منیر بھی فیوض و انوار باطنیہ کا عکس ڈالتا ہے تو ہر شے اپنے نوعی جبلت سے اثر قبول کرتی ہے- ایسا ہونا لازمی ہے کیونکہ

مہ فشاند نور و سگ غو غو کند
ہر کسے بر خلقت خود مے تند

ترجمہ- چاند نور برساتا ہے اور کتا بھوں بھوں کرتا ہے- ہر ایک اپنی فطرت پر عمل کرتا ہے-

گلستان میں پرندے چہچہاتے ہیں- ہر پرندہ اپنی مخصوص آواز سے شناخت ہوتا ہے- خوش آواز طیور بھی ہوتے ہیں- اور ایسے بھی جن کی آواز کانوں کو بھلی معلوم نہیں ہوتی- سب برابر آوازیں نکالتے ہیں- خوش الحانی سب آوازوں سے راستہ بناتی ہوئی دل و دماغ کو بوئے گل کی طرح مسرور کرتی ہے- لیکن دیکھئے کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ کوؤں کی کائیں کائیں میں بلبل نے چہچہانا چھوڑ دیا ہو- وہ تو ایسی آوازوں کے ہوتے ہوئے بھی اپنا نغمہ پُرسوز بلند رکھتی ہے- سب اپنی اپنی بولیاں بولتے ہیں- پر بلبل کی خوش آوازی ہی اثر دکھاتی ہے- نامانوس صداؤں اور شور میں اہلِ فکر بھی اپنے لحنِ داؤدی کا جادو دکھاتے ہیں- وہ خاموش نہیں رہتے- کیونکہ وہ بلبل کے ہمنوا ہیں-

بلبل از آواز خوش کے کم کند

ترجمہ- بلبل اپنی خوش الحانی کم نہیں کرتی

۴- فضا میں آلودگی عام ہو جائے تو قدرت نے اس کی طہارت کا سامان بھی اپنی حکمت کاملہ سے کیا ہوا ہے- بادلوں کا آنا اور رنگ باراں دکھانا کثیر مصالح رکھتا ہے- لیکن ایک سبب و نتیجہ فضا کو پاک و صاف رکھنا ہے-

افکار سُو قلب کو آلودہ کرتے ہیں- ان کی پاکیزگی اہلِ نظر کے ذریعہ ہوتی رہتی ہے- خدا تعالیٰ سعید روحوں کو مستعد رکھتا ہے کہ وہ اس فریضہ کو سرانجام دیتی رہیں- ایسا تو نہیں ہو سکتا- کہ زہر ہو اور تریاق نہ ہو- جہاں زہر ہے وہیں قدرت نے تریاق بھی رکھا ہے- پاکیزہ کلمات تریاق ہیں مسموم خیالات اور جذبات کا- یہ وہ بادل ہیں- جو وقت ضرورت برستے رہتے ہیں- اور ان کے فیضان سے مخلوق مستفید ہوتی رہتی ہے-

قدرت حق نے غذاؤں کو مخصوص اعضاء و جوارح کا جزو لاینفک بنایا ہوا ہے- جیسا کہ کہا گیا ہے-

بُوئے گل قوت دماغ سرخوش ست

ترجمہ- پھول کی خوشبو پاکیزہ دماغ کی غذا ہے-

اسی طرح پاکیزہ باتیں پاکیزہ دلوں کی غذا ہیں- قلوب انسانیہ عرش گاہِ رحمٰن ہیں- جب پاکیزہ خوراک دلوں کو ملے گی- تو وہ رُوبہ صحت ہوں گے- جو قلب موافق غذا سے ناگواری دکھاتا ہے- وہ بیمار دل ہے- اگر وہ اپنی حالت میں تبدیلی نہیں لاتا- تو وہ ان جراثیموں کا شکار بنے گا- جن کی خوراک ایسے ہی روگی دل ہیں-

گر پلیدی پیش ما رسوا بود
خوک و سگ راشکر و حلوہ بود

ترجمہ- اگرچہ نجاست ہمارے نزدیک قابل نفرین ہے- مگر خنزیر اور کتے کے لئے وہ شکر اور حلوہ کی مانند ہے-

صحبت صالحین گناہوں کا تریاق ہے- نااہلوں کی مجلس اور صحبت زہر ہے جو روح کو ہلاک کر کے رکھ دیتی ہے- اس کی تاثیر سے ہر انسان حصہ پا کر رہتا ہے- پس مبارک ہیں وہ جو وقت نکال کر صحبت صالحین سے روحانی لطف اٹھاتے ہیں- اور اپنی نگاہ میں اس بات کو مستحضر رکھتے ہیں-

اہل راصحبت نا اہل زیا نہا دارد
آب در کوزۂ ناپختہ گلِ آلودہ شود

ترجمہ- نااہلوں کی صحبت اس قدر نقصان دہ ہے جیسے ناپختہ کوزہ میں پانی مٹی والا ہو جاتا ہے-

محمد لطیف رانا

ہمارا مسئلہ معاشی یا سیاسی نہیں روحانی ہے

آج حضرت انسان اس کائنات پر ریسرچ کے جو مراحل طے کر سکا ہے ان کی روشنی میں قیام امن اور تحفظ انسان کے لئے ہونے والی کوششوں کی فہرست مرتب کی جائے تو لامحالہ وہ بہت طویل ہوگی جس کے لئے بے شمار دفتر درکار ہوں گے مگر اس کے برعکس اس دھرتی کی کوکھ سے جنم لینے والے انسان کی تباہ کاریوں کی فہرست مرتب کی جائے تو اگر ساری کائنات پر ان دفاتر کو سنبھالنے کے لئے گودام بنا دیا جائے تو شاید پھر بھی کچھ نہ کچھ بچ رہے- یعنی اکیسویں صدی کے دروازے پر دستک دینے والے اس انسان کا اگر ایک ہاتھ صاف ہے تو دوسرا ہاتھ کسی نہ کسی کے استحصال کے خون سے رنگین ہے-

اس تمہید کے پیش نظر ہم گلوبل سطح سے ملکی سطح پر آتے ہوئے موجودہ سیاسی اور معاشی اور مذہبی حالات پر نظر دوڑائیں تو پاکستان کے ہر شہر سے اٹھتا ہوا دھواں اور جلتی آگ نظروں کو جھک جانے پر مجبور کر دے گی اور دیکھنے والے کو اتنا عدم تحفظ کا شکار بنا دے گی کہ رات کے کسی پہر میں پچھلی گلی میں شادی پر چھوٹنے والی آتش بازی کے دھماکے بھی اپنے اہل و عیال پر زبردستی کلاشنکوف کی گولیوں کا دھوکہ یا چیخ بن کر سربراہ گھرانہ کو اٹھنے پر مجبور کر دیتا ہے اور یقیناً ہمارے ملک میں ہر رات متعدد گھرانوں پر ایسی قیامت ضرور گزرتی ہے جس میں کسی کا لخت جگر، ذریعہ معاش یا ناموس عزت مرتا چھنتا یا لٹتا ہے- اس اعداد و شمار کو اگر ہم اپنی آزادی کے ۴۷ سالوں سے ضرب دیں تو ۵۰ کے قریب گھر ایسے بچیں گے جو ان فساد کے روح فرسا مناظر کو دیکھے بغیر زندہ ہیں اور وہ ۵۰ گھرانے کون سے ہیں اور ان کو کون سی ایسی آڑ میسر ہے کہ وہ آخری سطح پر ہونے والی تباہ کاریوں سے تاحال محفوظ ہیں- ان گھرانوں کے طرز عمل کی تفصیل اور ان کو حاصل آڑ اگر ہمیں میسر بھی آ جائے تو شاید اکثریت کا عدم تحفظ کا احساس ختم نہ ہو پائے گا- قصور سکوں کا نہیں ٹکسال کا ہوتا ہے وہ جیسے سکے گھڑے گی ویسے ہی بنیں گے، کے مصداق ہمارے ہاں عمل جاری ہے کیونکہ اکثریت اپنے ہونے کے احساس سے عاری اور اقلیت اپنے ناگزیر وجود کے ساتھ انہی کندھوں کے پر سوار حکمرانی کی باگ ڈور سنبھالے ہوئے ہے اور خوف و دہشت کا ایسا سماں باندھے ہوئے ہے کہ مسجدوں کے منبروں سے لے کر جرائد و اخبارات تک ایک سنسان ویران جنگل میں دہشت زدہ راہی کی طرح محو سفر ہیں-

ہمارے مسائل ایٹمی مسئلہ سے لے کر

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

INTERNATIONAL

THE NEWS

The blasphemy case

The death sentence awarded by a local court to two Christians, Salamat Masih and Rehmat Masih, accused of committing blasphemy brings into sharp focus the contentious laws dealing with the ultra-sensitive issue of intentional desecration of the name of the Holy Prophet (PBUH). The accused, one of them only 14, received capital punishment in a case that has lingered on for nearly two years. They, along with another, Manzoor Masih, who was killed by an attacker early last year while coming out of court premises in Lahore, were blamed for writing blasphemous words on a mosque wall in a Gujranwala village. Since then a controversy has raged in the country about the propriety of the laws.

The case, however, is not over because the defendant's lawyer, Asma Jehangir, has decided to move the High Court against the verdict. But the legal tussle is just a minor reason to provoke a fierce debate on the issue. The bigger reason is that it has become a litmus test of how secure are the safeguards that the country provides to its minorities. There cannot be two opinions on the seriousness of the offence of blasphemy, especially in an overwhelmingly Muslim society such as ours. But it is also true that because passions run so high on this issue those even faintly connected with an alleged offence are condemned long before they can have recourse to law to clear their names. And even if they are able to win a case — which did not happen with Salamat and Rehmat — there is no guarantee that they will live safe and sound thereafter, fully protected against the assaults of the unthinking public. The mere accusation of blasphemy is enough to seal the fate of both non-Muslim and Muslim.

It is this aspect of the blasphemy laws that makes them a double-edged knife. While they may be an instrument to discourage blasphemy, they can easily be misused to strike at the rights of those who differ from the mainstream in general and at the rights of the minorities in particular. So far evidence suggests that vested interests have been putting these laws to dubious purposes, from grabbing somebody's land to settling personal scores. A case in point is that of Dr Farooq, an Islamic scholar of Gujranwala, who was lynched and burnt last year by a frenzied mob on false charges of burning copies of the Holy Qur'aan. Acts such as these are carried out while taking the high religious ground of defending the sanctity of the name of the Holy Prophet (PBUH). It is precisely this kind of hypocrisy and mischief-making — two traits in human beings the Qur'aan warns against and denounces in a refrain — that misrepresent the image of a tolerant religion like Islam on other societies and distorts its real spirit. It is time the government took note of the issue of the blasphemy laws and ensured that they are not misapplied. Persecution, says the Qur'aan, is worse than killing.

توہین رسالت کا کیس

انگریزی روزنامہ دی نیوز انٹرنیشنل کے شمارہ ۱۲- فروری ۱۹۹۵ء میں حال ہی میں دو مسیحیوں کو توہین رسالت کے الزام میں سنائی گئی سزائے موت پر تبصرہ کرتے ہوئے اداریہ میں لکھا گیا ہے کہ اس سزا سے یہ متنازعہ قانون ایک بار پھر زیر بحث بن گیا ہے۔ اس قانون کو زیر بحث اس لئے لایا جارہا ہے کہ یہ ملک میں اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کی کسوٹی بنتا جارہا ہے۔ ہمارے جیسے مسلمان ملک میں چونکہ توہین رسالت کے مسئلے پر جذبات بہت شدید ہوتے ہیں اس لئے جو شخص دور دراز کا بھی اس الزام سے متعلق ہو وہ اپنی صفائی دینے سے پہلے ہی دھر لیا جاتا ہے۔ اور اگر وہ بری ہو بھی جائے تو یہ یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ وہ ایک بار اس الزام کے نیچے آنے کے بعد زندہ بھی رہے گا یا نہیں۔ کوئی مسلمان ہو یا غیر مسلم یہ الزام ایک دفعہ لگ جانا اس کی قسمت کی تباہی پر مہر لگا دینے کا موجب بن جاتا ہے۔

اخبار نے لکھا ہے کہ یہ قانون دو دھاری تلوار ہے ایک طرف تو یہ توہین رسالت کے جرم کو سرزد ہونے سے روکتا ہے تو دوسری طرف اس کو اقلیتوں کے حقوق دبانے کے لئے اور جو عام رائے سے انحراف کرتے ہیں ان کو دبانے کے لئے آسانی سے غلط طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے اب تک کی جو اطلاعات ملی ہیں وہ یہی ہیں کہ مفاد پرست طبقہ اس قانون کو اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کر رہا ہے۔ بعض اوقات زرعی زمینوں کو ہتھیانے کے لئے بھی اس قانون کو استعمال کیا گیا ہے۔ ماضی قریب میں گوجرانوالہ کے ڈاکٹر فاروق کو مشتعل ہجوم نے محض یہ الزام سن کر زندہ جلا کر مار دیا کہ اس نے قرآن کی بے حرمتی کی ہے حالانکہ وہ حافظ قرآن اور مذہبی عالم تھا۔

ایسے اقدامات سے اسلام جیسے رواداری اور برداشت کے حامل مذہب کو بدنام کیا جارہا ہے۔ یہ وقت ہے کہ حکومت اس امر کا جائزہ لے اور اس بات کی یقین دہانی کرائے کہ توہین رسالت کے قانون کا غلط استعمال روکا جائے گا۔ قرآن نے کہا ہے فتنہ پھیلانا قتل سے بھی بڑا گناہ ہے۔

بقیہ صفحہ ۳

کرتا جاؤں۔ وہ لوگ قرآن کریم سر پر رکھ کر اور قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ واقعہ یوں ہوا ہے۔ حالانکہ تھوڑی دیر ہوئی میں نے خود مدعی کو اس غرض کے لئے باہر بھیجا تھا کہ وہ کچھ دے دلا کر چند گواہ لے آئے۔ جب وہ گواہی دے چکے تو میں نے انہیں پکڑا اور کہا تم بڑے کذاب ہو۔ تمہیں واقعہ کا علم ہی نہیں لیکن محض چند ٹکوں کی وجہ سے تم اتنا جھوٹ بول رہے ہو کہ قرآن کریم کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ اب جس قوم کی یہ حالت ہو اس کا یہ کہنا کہ ہم کامیاب کیوں نہیں ہوتے بالکل غلط بات ہے۔ دنیا میں وہی قومیں جیتا کرتی ہیں جن میں صداقت ہوتی ہے۔

بقیہ صفحہ ۵

سیاچن کے حصول تک' پشاور سے لے کر کراچی تک' پنجابی سے لے کر اردو تک' بے نظیر سے لے کر نواز شریف تک' سنی سے لے کر شیعہ تک' درسگاہ سے لے کر تلاش معاش تک' سب "روحانی" ہیں۔ ہر وہ شخص جو پاکٹ مار رہا ہے' چور بازاری کرنے والا ہے' رشوت لینے والا ہے' کم تولنے' جھوٹ بولنے' غیبت کرنے والا ہے' جعلی کرنسی چھاپنے والا ہے' فحش گوئی یا فحش کلامی کرنے والا ہے' اپنے فرائض سے غفلت برتنے والا ہے' مذہب میں فرقے کا پرچار کرنے والا ہے' وطن میں نسل و زبان کے فرق کو اجاگر کرنے والا ہے' جھوٹ بول کر ووٹ لینے اور جھوٹے بدکردار کو دینے والا ہے غرض ان سے مترادف کسی بھی دیگر عادت کا شکار ہے وہ ایک روحانی بیماری کا شکار ہے اور وہ چلتی پھرتی بیمار روح ہے۔ مردہ روح کے حامل وجود کے احساسات مردہ اور نفسیات مجروح ہو جاتی ہے اور وہ ایک بے نام خوف کا شکار ہو کر وہ کچھ کرنے لگتا ہے جو یقیناً اس کے لئے اور دوسرے انسانوں کے لئے فائدہ و فلاح کا باعث نہیں ہوتا۔ اور یہ سب کچھ حقیقتاً شیطان کی پیروی اور خداوند کریم کے احکامات سے روگردانی ہے کیونکہ ہوس جاہ' ہوس مال' ہوس اقتدار ہو یا ہوس شہرت' یہ سب ہر پہلو سے استحصالی عمل ہیں جو براہ راست دوسروں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس کے پھیلاؤ کے لئے لوازمات وافر مقدار میں موجود ہیں۔ ہر جگہ معاشرتی سطح پر تفریق و تمیز کی انوکھی شرح' گروہی فائدہ' مفاداتی کسوٹی اپنے اپنے گلوں میں لٹکائے ذات' ذاتی فائدہ' گروہی فائدہ' مفاداتی تحفظ کی خواہشات کی حامل شخصیات فلاح عامہ کا پراپیگنڈہ کرتی نظر آتی ہیں اور ان تمام حقیقتوں کے باوجود ہر متذکرہ بالا خاصیت کے حامل فرد کی خواہش ہے کہ تاریخ پاکستان اسے محب وطن لیڈر' دیانت دار تاجر' باعمل مفکر' مخلص استاد' نامور و بہادر سپاہی اور قانون کا پابند شہری کے الفاظ سے یاد کرے۔ کیسا بھیانک فعل اور کیسی عجب خواہش ہے۔

یہ مرض لاعلاج نہیں ہے کہ اس کے لئے سمندر پار علاج کے لئے جانا پڑے گا۔ یہ مرض ہم "اپنے ہاتھوں آپ علاج" سے انہوں سے دور کر سکتے ہیں کہ ہم اپنے اندر موجود برائی کی انتہا تک سوچیں اور اپنے اندر یہ سوال پیدا کریں کہ ہم ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ اور یہ یقین کرلیں کہ سیاسی اور معاشی مسائل کا وجود بیمار روح کی بدولت ہے اور یہ روحانی بیماری احکامات خداوندی سے روگردانی کی وجہ سے ہمارے اندر گھر بنا پائی ہے۔

حالات جب اس سطح پر آجائیں گے کہ انسان اپنے پہلے جرم کے ساتھ ہی اس کے اعتراف کو بھی حقیقت سمجھ کر قبول کرنے لگے اور اپنے کئے پر نادم ہونے کے ساتھ ساتھ زیادتی کا ازالہ کے لئے بھی کوشاں ہو تو پھر اس کائنات کا وہ رنگ ہو جائے گا جو قدرت نے اپنے کینوس پر تخلیق کر دیا ہے جس کے بارے میں اس کا اشارہ موجود ہے کہ "تم کائنات کے اسرار و رموز کو سمجھنے کی کوشش میں لگے رہو" یہ اسرار و رموز مادی ہی نہیں روحانی بھی ہیں کہ آسودگی سب سے پہلے روح محسوس کرتی ہے اور نعمت کی راحت بعد میں جسم تک پہنچتی ہے اور یہ تلاش کا سفر ہی اصل حقیقی سفر ہے۔ اور اس رنگ و نور کی آبشار سے لطف اندوز ہونے کے لئے کسی بہت کڑے امتحان سے نہیں گزرنا پڑتا۔ ذرا سا عمل ہے ...... وہ یہ ہے کہ اپنی خاص و عام زندگی میں سے تین باتوں کو نکال دیجئے

(۱) جھوٹ
(۲) تعصب
(۳) کینہ

اور تین باتوں کو اپنا لیجئے

(۱) یاد الٰہی
(۲) امن و بھائی چارہ
(۳) انسان دوستی

(روزنامہ جنگ ۱۱- جنوری ۱۹۹۵ء)

شذرات

فرقہ واریت اور دہشت گردی سے اسلام کی نہیں کفر کی خدمت ہو رہی ہے - طاہر القادری

آج ہم نام کے مسلمان ہیں اتحاد و اخوت کے لئے علمائے حق اپنا فریضہ ادا کریں

لاہور (پ ر) تحریک منہاج القرآن کے بانی و سرپرست اعلیٰ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے کہا ہے کہ آج ہم مسلمان ہو کر کفر کے طریقہ کار پر عمل پیرا ہیں ہم نام کے تو مسلمان ہیں مگر عقیدہ اور ایمان کے سوا اسلام کی خال خال بات بھی ہماری زندگی میں باقی نہیں رہی علماء کے ایک وفد سے ملاقات میں انہوں نے کہا کہ فرقہ واریت دہشت گردی اور قتل و غارت نے اسلام کی نہیں بلکہ کفر کی خدمت ہو رہی ہے اخلاقی و جنسی بے راہ روی نوجوان نسل میں عام ہو رہی ہے امریکہ مغربی لادینی سامراج فری سیکس کو عام کرنا چاہتا ہے اور گزشتہ قاہرہ کانفرنس انہی مکروہ عزائم کی تکمیل کے لئے ایک کوشش ہے ہمارے اخبارات ٹیلی ویژن فحاشی و عریانی کے فروغ میں مغرب کے نمائندوں کا کردار ادا کر رہے ہیں انہوں نے کہا کہ فرقہ وارانہ سوچ کے خاتمہ اور اتحاد و اخوت کی فضا قائم کرنے کے لئے علمائے حق کو اپنا کردار اور فریضہ ادا کرنا چاہئے۔

(روزنامہ جنگ ۹- فروری ۱۹۹۵ء)

کسی جماعت کی ترقی کے لئے اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ اس کے سب افراد آپس میں ایک ہو جائیں۔ جب تک کوئی جماعت فرد واحد کی طرح نہیں ہو جاتی ترقی نہیں کر سکتی خواہ وہ جماعت دینی ہو یا دنیوی۔ کیونکہ تمام کامیابیوں اور ترقیوں کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ قاعدہ جاری کیا ہوا ہے کہ جب تک ساری جماعت ایک نہ ہو جائے۔ لڑنا جھگڑنا۔ دشمنی و نفاق حسد و کینہ' بغض اور عداوت کو چھوڑ نہ دے اس وقت تک ترقی نہ کرے۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم چوہدری حشمت علی صاحب وسیم نگر فارم سندھ میں گرنے کی وجہ سے ٹانگ میں فریکچر ہو گیا ہے بہت تکلیف ہے۔ دعا کی درخواست ہے۔

○ مکرم محمد انور ہاشمی صاحب ملتان کی اہلیہ محترمہ لمبے عرصے سے جوڑوں اور پٹھوں کے درد میں مبتلا ہیں جسم پر چھالے بھی نکال آئے ہیں۔ احباب سے کامل شفاء یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

نتیجہ مقابلہ مضمون نویسی

سہ ماہی اول بعنوان

"مطالعہ کتب حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی اہمیت"

اول۔ مجد الدین ٹیکسلا ضلع راولپنڈی

دوم۔ ظفر اللہ ملک صادق آباد ضلع راولپنڈی

سوم۔ محمد افضل فہیم ربوہ ضلع جھنگ

ان کے علاوہ مندرجہ ذیل خدام علی الترتیب سندات امتیاز کے حقدار قرار پائے ہیں۔

ثمر احمد ناظم آباد کراچی مجیب احمد فرخ لاہور ندیم احمد بٹ فیکٹری ایریا شاہدرہ ملک نعیم احمد علامہ اقبال ٹاؤن لاہور محمود حسین شاہد فضل عمر فیصل آباد کاشف محمود ربوہ محمود احمد شاہد عزیز آباد کراچی۔

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز سب کے لئے مبارک فرمائے۔

(مہتمم تعلیم)

تحریک جدید کے میدان میں مثالی دیہاتی جماعتوں کے خواص

○ ۱۔ سال نمبر ۶۰ کے وعدوں کی سو فیصدی وصولی اور کم از کم اوسط قربانی فی کس ۱۰۰/ روپے۔

۲۔ سال نمبر ۶۱ میں گذشتہ سال کی نسبت وعدوں میں اضافہ۔

۳۔ سال نمبر ۶۱ کے ٹارگٹ وعدہ جات کے حصول میں کامیابی۔

۴۔ سال نمبر ۶۱ میں فی کس اوسط قربانی سال گذشتہ کی نسبت زیادہ۔

۵۔ سال نمبر ۶۱ کے وعدہ جات کی سو فیصد وصولی۔

ان خواص کے حامل دیہاتی جماعتوں کی فہرست بغرض دعا زیر ترتیب ہے۔ جملہ دیہاتی جماعتیں پوری پوری کوشش کریں کہ وہ پانچوں خواص کی حامل ہو جائیں اللہ تعالیٰ سب کا حامی و ناصر ہو۔

وکیل المال اول تحریک جدید

اعلان داخلہ پنجاب یونیورسٹی سیشن ۱۹۹۴ء-۹۵ ڈگری کورسز

○ پنجاب یونیورسٹی لاہور نے مندرجہ چار سالہ ڈگری کورسز میں داخلہ کا اعلان کیا ہے۔

۱۔ بی ایس سی۔ (کیمیکل) انجینئرنگ

۲۔ بی ایس سی۔ کیمیکل انجینئرنگ مع پٹرولیم وگیس ٹیکنالوجی میں سپشلائزیشن

۳۔ بی ایس سی۔ کیمیکل انجینئرنگ مع کیمیکل ٹیکنالوجی میں سپیشلائزیشن

۴۔ بی ایس سی۔ انجینئرنگ میٹالرجی اینڈ میٹریلز سائنس

تعلیمی قابلیت:۔ ایف ایس سی (پری انجینئرنگ) یا مساوی یا بی ایس سی یا مساوی جس سے پہلے ایف ایس سی (پری انجینئرنگ) پاس کیا ہو۔ یا ڈپلومہ ایسوسی ایٹ انجینئرنگ کا امتحان پاس کیا ہو۔

داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ ۱۵۔ مارچ ۱۹۹۵ء مقرر ہے۔ مزید تفصیلات کے لئے روزنامہ جنگ مورخہ ۱۱۔ فروری ۹۵ ملاحظہ کریں۔

(بحوالہ روزنامہ جنگ)

(نظارت تعلیم)

بین الکلیاتی مقابلہ میں جامعہ نصرت کا اعزاز

○ گورنمنٹ کالج برائے خواتین جڑانوالہ کے بین الکلیاتی مقابلہ جات منعقدہ ۱۵ جنوری تا ۱۷ جنوری ۹۵ء میں گورنمنٹ جامعہ نصرت برائے خواتین ربوہ نے مندرجہ ذیل انعامات جیتے۔

انگریزی تقریری مقابلہ میں عزیزہ ندرت اسحاق نے دوم اور عزیزہ جمیلہ منور نے چہارم انعام حاصل کیا۔ اور اس طرح انگریزی مباحثہ کی ٹرانی کی حقدار قرار پائیں۔

عزیزہ سعدیہ تسنیم سحر نے غزل میں دوم انعام اور اسلامی مذاکرہ میں سوم انعام حاصل کیا۔ نیز مقابلہ حسن قرآت میں عزیزہ صادقہ انیسہ نے چہارم اور عزیزہ امتہ القیوم حنا نے اردو مباحثہ میں چہارم انعام حاصل کیا۔

(پرنسپل جامعہ نصرت ربوہ)

اعلان دار القضاء

○ (محترمہ سیدہ طاہرہ امین صاحبہ بابت ترکہ مکرم سید محمد محسن صاحب گردیزی)

مکرمہ سیدہ طاہرہ امین صاحبہ سکنہ ۱۳/۵۴ دار العلوم شرقی ربوہ نے درخواست دی ہے۔ کہ ان کے والد مکرم سید محمد محسن گردیزی صاحب وصیت نمبر ۵۸۵۴ قضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ ان کے نام قطعہ ۱۲/۵۲ دار العلوم شرقی ربوہ بر قبہ دس مرلے الاٹ شدہ ہے۔ لہٰذا ان کا مکان نمبر ۱۲/۵۲ ان کے بیٹے مکرم سید محمد احمد صاحب گردیزی مقیم جرمنی کے نام منتقل کر دیا جائے۔ ورثاء کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ مکرم سید محمد احمد گردیزی صاحب (بیٹا)

۲۔ مکرم سید عبد الباسط گردیزی صاحب (بیٹا)

۳۔ مکرم سید محمد احسن گردیزی صاحب (بیٹا)

۴۔ مکرم سید افتخار حسین گردیزی صاحب (بیٹا)

۵۔ مکرم سید محمد اکرم گردیزی صاحب (بیٹا)

۶۔ محترمہ سیدہ امتہ الحئی گردیزی صاحبہ (بیٹی)

۷۔ محترمہ سیدہ طاہرہ امین صاحبہ (بیٹی)

۸۔ محترمہ سیدہ بشریٰ مبارک صاحبہ (بیٹی)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دار القضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دار القضاء ربوہ)

قرارداد تعزیت

جماعت احمدیہ اسلام آباد کے غیر معمولی اجلاس عام منعقدہ ۱۱۔ نومبر ۱۹۹۴ء بعد نماز جمعہ میں مندرجہ ذیل ریزولیشن باتفاق رائے منظور کیا گیا۔

جماعت احمدیہ اسلام آباد کے جملہ اراکین کا یہ اجلاس اپنے سابق امیر جماعت مکرم شیخ عبد الوہاب صاحب جو مختصر علالت کے بعد قضائے الٰہی مورخہ ۱۰۔ نومبر ۱۹۹۴ء کمپلیکس ہسپتال اسلام آباد میں وفات پا گئے کے متعلق اپنے دلی رنج اور گہرے دکھ کا اظہار کرتا ہے۔

آپ حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحب کپور تھلوی رفیق حضرت بانی سلسلہ کے پوتے اور محترم شیخ عبد الرحمٰن صاحب کپور تھلوی کے بیٹے تھے۔

آپ نے کئی سال تک بطور سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کراچی اور ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۱ء تک بطور امیر جماعت احمدیہ اسلام آباد اپنی سرکاری ملازمت کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ نہایت احسن رنگ میں جماعتی خدمات بجالانے کی توفیق پائی۔ آپ کے دور میں جماعت احمدیہ اسلام آباد مالی قربانیوں میں ہر سال پیش پیش رہی ہے۔ اور ٹارگٹ پورا کرتی رہی ہے۔ اور خصوصی قربانیوں میں بھی نمایاں رہی ہے۔ صد سالہ جوبلی فنڈ اور چندہ بیوت الحمد وغیرہ کے لئے محترم شیخ عبد الوہاب صاحب کی ذاتی دلچسپی اور کوشش کا بڑا دخل رہا ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ بھی وقتاً فوقتاً اظہار خوشنودی فرماتے رہے ہیں۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے ۱۹۸۴ء میں اسلام آباد سے واپسی کے بعد شیخ صاحب اور جماعت احمدیہ اسلام آباد کو ان سنہری الفاظ میں مخاطب فرمایا۔

"آنے سے پہلے اسلام آباد......... کی جماعتوں کے ساتھ جو دن گذرے۔ وہ تو اس وقت خواب دکھائی دیتے تھے جب حقیقت تھے۔ آپ کے پیار آپ کی للّٰہی محبت (امامت) احمدیہ کے لئے آپ کے جذبہ فدائیت نے مجھے ایک مے سی پلا رکھی تھی پتہ نہیں چلتا تھا کہ کب دن آیا۔ اور کب رات گزر گئی۔ اب جبکہ وہ دن خواب بن چکے ہیں۔ ان خوابوں میں اب بھی آپ سب مجھے ملتے ہیں۔"

آپ اس پر خطر دور میں جس طرح انتظامیہ نے مقامی جماعت کے خلاف سخت اقدامات کئے۔ اور مقدمات قائم کئے۔ نہائت فراست اور صبر کے ساتھ جماعت احمدیہ اسلام آباد کے لئے ڈھارس بنے رہے۔

محترم شیخ صاحب موصی تھے۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں بروز جمعۃ المبارک ۱۱۔ نومبر ۱۹۹۴ء کو ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے۔ کہ وہ آپ کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور اپنے درجات قرب میں بڑھاتا رہے۔ نیز آپ کی بیگم صاحبہ بچوں کو اور جملہ اراکین خاندان کو صبر جمیل عطا کرے۔ اور ان کو یہ عظیم صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

(جماعت احمدیہ اسلام آباد)

ایڈریس درکار ہے

○ محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ بشریٰ زوجہ محمد اکرم صاحب وصیت نمبر ۱۵۳۱۹ کا موجودہ ایڈریس دفتر کو درکار ہے۔ لہٰذا اگر یہ خود پڑھیں یا کسی کو ان کے بارہ میں علم ہو تو فوری ان کے مکمل اور موجودہ ایڈریس سے دفتر وصیت کو مطلع کرے۔

الفضل ۱۸۔ فروری ۱۹۹۵ء کے شمارہ میں لجنہ کالم پر تاریخ ۲ نومبر ۱۹۵۱ء پڑھی جائے۔

(ادارہ)

خلافت لائبریری ربوہ

خبریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ربوہ : 19- فروری-1995ء
دھوپ نکلی ہوئی ہے
درجہ حرارت کم ازکم 9 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 25 درجے سنٹی گریڈ

○ شیخ رشید کی گرفتاری کے خلاف اظہار احتجاج کرتے ہوئے جلسہ عام میں کلاشنکوف لہرانے کے الزام میں مسلم لیگ (ن) کے سینئر نائب صدر مسٹر اعجاز الحق کو گرفتار کر لیا گیا۔ سابق صدر ضیاء الحق کے صاحبزادے اور رکن قومی اسمبلی نے جلسہ عام میں ہاتھ میں کلاشنکوف پکڑ کر لہراتے ہوئے کہا تھا کہ میرے پاس بھی بلا لائسنس کلاشنکوف ہے مجھے بھی گرفتار کر کے دکھاؤ۔ ان کی کلاشنکوف لہراتے ہوئے کی تصویر تمام قومی اخبارات میں شائع ہوئی۔ پولیس کی بھاری نفری نے رکن قومی اسمبلی مسٹر اعجاز الحق کے گھر واقع پشاور روڈ راولپنڈی کا محاصرہ کر لیا اور اسلحہ تان کر کھڑے ہو گئے۔ مسٹر اعجاز الحق اور تھانیدار میں تلخ کلامی ہوئی۔ گرفتاری کے بعد ان کو نامعلوم مقام پر پہنچا دیا گیا۔

○ ڈی آئی جی نے کہا ہے کہ اعجاز الحق کو ۳ سے دس سال تک سزا ہو سکتی ہے۔ اگر کلاشنکوف بلا لائسنس ہوئی مقدمہ دہشت گردی کی خصوصی عدالت میں چلے گا۔

○ پنجاب کے وزیر اعلیٰ مسٹر منظور احمد وٹو نے کہا کہ کلاشنکوف کلچر نے شریف لوگوں کا جینا حرام کر رکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک بار بار کے الیکشن کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

○ اسلام آباد میں ہونے والے ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ مساجد سے صرف سرکاری خطبے دیئے جا سکیں گے۔ موضوع حکومت دے گی۔ سیاسی خطبات دینے والے مولویوں کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ فرقہ واریت اور جرائم کے رجحانات کو کم کرنے کے لئے مساجد میں سیاسی اجتماعات پر بھی پابندی ہو گی۔ سیاسی جماعتوں سے رابطہ رکھنے والے مولویوں کے خلاف سخت کارروائی ہو گی۔ دینی جماعتوں کو ان اقدامات کے بارے میں اعتماد میں لیا جائے گا۔ ضابطہ اخلاق مرتب کیا جائے گا۔ ۷۰۔ ماڈل خطبوں کی تیاری شروع کر دی گئی ہے۔

○ ترقی پذیر ممالک خوشحال مستقبل کے لئے مشترکہ حکمت عملی اپنائیں۔ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے منیلا میں ایک کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا علاقہ موسمی تبدیلیوں کی زد میں ہے سیلاب اور سمندری طوفان آتے رہتے ہیں ہمیں ان پر قابو پانے کے لئے منصوبہ بندی کرنی ہو گی۔

○ سینٹ کے چیئرمین مسٹر وسیم سجاد نے پانچ اسیر سینیٹروں کو اجلاس میں لانے کے احکامات جاری کر دیئے ہیں۔ ان میں سے تین سینیٹر ایم کیو ایم سے تعلق رکھتے ہیں جبکہ دو اسیران کا تعلق مسلم لیگ (ن) سے ہے۔ سینٹ کا یہ اجلاس اپوزیشن کی ریکوزیشن کے تحت بلایا جا رہا ہے۔

○ سابق شاہ ظاہر شاہ کے کزن سلطان محمود غازی افغانستان کے نئے صدر ہوں گے۔ اقوام متحدہ کے نمائندے محمود مستری نے پرامن انتقال اقتدار کے لئے عبوری کونسل کا اعلان کر دیا ہے سابق وزیر اعظم ڈاکٹر محمد یوسف وزیر اعظم ہوں گے۔ احمد شاہ مسعود وزیر دفاع اور ہدایت ارسلہ وزیر خارجہ ہوں گے۔ اس عبوری کونسل میں مختلف گروپوں کو نمائندگی دی گئی ہے۔ مختلف صوبوں کے گورنروں کے ناموں کا بھی اعلان کیا گیا ہے۔

○ افغانستان کی نئی فوجی اور سیاسی قوت طالبان نے اپنی شرائط کی منظوری تک افغان انتظامی کونسل میں شمولیت سے انکار کر دیا ہے۔ ان کی شرائط یہ ہیں کہ طالبان کے نمائندوں پر مشتمل فوج کابل میں تعینات کی جائے۔ تمام صوبوں کو نمائندگی دی جائے اور صرف صالح افراد کو کونسل میں شامل کیا جائے۔ مسٹر محمود مستری نے ڈیڑھ گھنٹہ تک طالبان کے رہنماؤں سے بات چیت کی۔

○ وزیر دفاع آفتاب شعبان میرانی نے کہا ہے کہ حکومت پاکستان طالبان کی مدد نہیں کر رہی۔

○ وزیر اعظم کی طرف سے عیدالفطر کے موقع پر ضرورت مندوں میں کپڑوں کے ۲۵ ہزار جوڑے تقسیم کئے جائیں گے۔

○ امریکہ کے ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں دھماکہ کرنے والے چھ ملزموں کی گرفتاری کے بعد امریکہ نے ساتویں ملزم کی گرفتاری کے لئے ٹیم پاکستان بھیج دی ہے۔

○ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ افغانستان میں پاکستان کا کوئی پسندیدہ دھڑا نہیں ہم اقوام متحدہ کی کوششوں کے حامی ہیں۔

○ امریکہ کے صدر کلنٹن نے چیچنیا میں روسی مداخلت کے خلاف احتجاجاً اپنا دورہ روس منسوخ کر دیا ہے۔

○ پنجاب اسمبلی کے رکن اور وزیر اعلیٰ پنجاب کے مشیر سردار نذر محمد خان جتوئی انتقال کر گئے۔

○ وفاقی وزیر تجارت نے دعویٰ کیا ہے کہ قومی اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر کی تبدیلی کی باتیں ہو رہی ہیں۔

○ خواجہ اجمیر نگری تھانہ کی حدود میں واقع ایک گھر میں وزیر اعلیٰ ہاؤس کے تھانیدار کو ۳۔ سگے بھائیوں سمیت اندھا دھند فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا۔

○ تھانہ اگوکی اور موضع رائے پور کے درمیان آدھی رات کو ڈاکوؤں نے ناکہ لگا کر ۱۷۔ گاڑیوں کو لوٹ لیا۔ اس میں بس، کوچ ٹرک ویگنیں اور کاریں شامل ہیں۔

○ طالبان نے کابل کے اردگرد مورچے سنبھال لئے ہیں۔ اور شہر میں زبردستی داخل ہونے کی دھمکی دی ہے۔ ایران نے صدر ربانی کو متنبہ کیا ہے کہ اگر طالبان نے شیعوں پر حملہ کیا تو ہم خاموش نہیں رہیں گے۔ اب تک ایران طالبان کی کارروائی پر خاموش تھا لیکن سرکاری فوجوں کے حملے کے بعد ایران خاموشی ترک کر دی ہے۔

○ افغانستان کے صدر ربانی نے اقوام متحدہ کے فارمولے پر نظر ثانی کا مطالبہ کیا ہے۔ اس سے انتقال اقتدار کی کوششوں کو سخت دھچکا پہنچنے کا خطرہ ہے۔ افغان صدر نے یہ مطالبہ طالبان کے ہاتھوں حکمت یار کی پسپائی کے بعد کیا ہے۔

○ پاکستانی کرکٹ ٹیم کے کپتان کو ریفری پر بال ٹمپرنگ کا الزام عائد کرنے کے جرم میں ۱۵۰ ڈالر جرمانہ کیا گیا ہے اور آئندہ دو ٹیسٹ کھیلنے پر پابندی لگا دی گئی ہے۔

○ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ عدلیہ کی توہین کرنے والوں کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ انہوں نے پی ڈی ایف کے ارکان پنجاب اسمبلی سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ حکومت کسی کو مذہب کی آڑ میں فرقہ واریت کی اجازت نہیں دے گی۔

قدیمی • اولین • شہرہ آفاق
مطب حمید
۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت ادارہ
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
جی ٹی روڈ نزد پنڈی بائی پاس گوجرانوالہ
فون: 254634

مبارک ایام کی خصوصی پیشکش
8 فٹ ڈش 25 ڈگری LNB بمعہ
ریموٹ کنٹرول سٹیریو ریسیور
بہترین رزلٹ صرف/7900 روپے
سٹاک محدود
رابطہ: لبرا انٹرنیشنل 4/15 مرکز اسلام آباد
فون: 250880 - 292396

ضرورت برائے ایڈمن آفیسر
ہمیں اپنی ٹیکسٹائل مل کیلئے ایڈمن آفیسر کی ضرورت ہے۔ امیدوار کو کم ازکم بی اے اور ترجیحاً ایل ایل بی ہونا چاہیئے۔
• عمر 40 سے 50 سال کے درمیان۔
• کسی مل یا انڈسٹری میں کم ازکم ۱۵ سال اس کام میں تجربہ ضروری ہے
• لیبر قوانین سے مکمل واقفیت ہونی چاہیئے
اپنی درخواستیں مع مکمل اسناد کی فوٹو کاپی کے درج ذیل پتہ پر 28۔ فروری تک ارسال کریں۔
شاہ تاج ٹیکسٹائل لمیٹڈ
83 شاہراہ قائداعظم لاہور

خوشخبری
ہر قسم کا سامان سینیٹری، باتھ روم کی فٹنگ پائپ، لال پمپ و دیگر عمارتی سامان خاص رعایت کے ساتھ برائے فروخت موجود ہے۔
مرمت و فٹنگ کی سہولت کے ساتھ
نیو چناب آئرن سٹور فون ۲۱۲۲۵۷
رحمت بازار ربوہ